



ایڈیٹر پانچ پابا (ص)

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

رجسٹرڈ ویل نمبر ۲۲۹
۱۳۲۸ھ
۱۹۱۰ء
۲۲۹
۱۳۲۸ھ
۱۹۱۰ء
۲۲۹
۱۳۲۸ھ
۱۹۱۰ء
۲۲۹

Khilafat Library Rabwah
Alambgir

جلد ۱۲ قادیان مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۱ جمادی الآخر ۱۳۴۸ھ نمبر ۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کی خبریں

۱) حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی آیدہ اللہ بنصرہ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔
۲) خاکسار ایڈیٹر فاروق جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں اطلاع دی گئی تھی۔ ضلع لائل پور میں گیا تھا۔ جہاں ۲۳ نومبر کو ڈچکوٹ کے مسلمانوں کے جلسہ میں شرکت کیا اور ۲۴ کو واپس لائل پور آکر انجمن احمدیہ لائل پور کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوا۔ ۶ نومبر کو انجمن احمدیہ لائل پور سے پینامیوں کا مباحثہ ہوا۔ احمدیوں کی طرف سے مولوی اللہ دنا صاحب جالندھری مولوی فاضل اور پیغمبیوں کی طرف سے میر مدثر شاہ صاحب مناظر تھے۔ تین گھنٹہ مباحثہ بعد مغرب شروع ہو کر ارنجے ختم ہوا۔ مباحثہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچا۔ خدا کے فضل سے صداقت کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہوا۔ غیر احمدی اور ہندو بھی جان گئے کہ پیغمبیوں نے اس تعلیم کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ جو ان کمزرا صاحب نے دی تھی۔ وہ مسلمانوں کو دھوکہ دیکر روپیہ کمانا چاہتے ہیں اور قادیانی جماعت ان عقائد پر پوری قائم ہے۔ جو مرزا صاحب

”تصرف زر“

(۷)

اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے۔ کھاؤ۔ پیو۔ مگر فضول خرچی نہ کرو۔ بہت لوگ روپیہ کھاتے ہیں۔ اور کافی سے زیادہ کھاتے ہیں۔ مگر اسے بیداری سے شرح کرتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ جو اس کا صحیح استعمال جانتے ہوں معدودے چند ہیں۔ میرے خیال میں روپے کا صحیح استعمال جاننا ہر ایک کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اسی میں زندگی کا راز مضمر ہے۔ بعض لوگ نہ صرف فضول خرچ ہوتے ہیں۔ بلکہ اس پر ناز کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ وہ روپے کو بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ روپیہ بذات خود بڑی چیز نہیں۔ بلکہ ذریعہ برائی چیز ہے۔ جس سے آدمی میں حرص و لالچ پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس کے برعکس اگر روپے کا صحیح استعمال آتا ہو۔ تو اسے اچھی جگہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً غریبوں کی امداد۔ یتیموں کا پالنا۔ تعلیم حاصل کرنا۔ خدمت دین میں صرف کرنا وغیرہ۔ ذرا ایک طاقت ہے۔ جس کا ہر طریق پر استعمال ہو

سکتا ہے۔ جس طرح انسان میں دوسری طاقتیں موجود ہیں۔ اور وہ ان پر قادر ہے۔ کہ نیک کام میں صرف کرے یا برے میں۔ اسی طرح زر کے ذریعہ سے غریبوں کا خون بھی پوسا جاسکتا ہے۔ اور طرح طرح کے مظالم توڑے جاسکتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعہ بیواؤں یتیموں اور بیسکوں کی امداد بھی کی جاسکتی ہے۔ روپیہ ہر جائز طریق سے جمع کرنا چاہیئے۔ موجودہ زمانہ میں کوئی قوم روپے کے بغیر شاہراہ ترقی پر گامزن نہیں ہو سکتی۔ مثلاً علم حاصل کرنے کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ ہنر سیکھنے کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ سیر و سیاحت میں روپے کی ضرورت ہے۔ الغرض روپے کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر وہ شخص جو راحت کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ اس کو کفایت شعاری کر کے روپیہ جمع کرنا چاہیئے۔ روپیہ جمع کرنے کے لئے کفایت شعاری نہایت ضروری ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ کفایت شعاری بخل اور اسراف کے درمیانی حالت کا نام ہے۔ روپیہ کو موقع پر ضرورت کے وقت نہ صرف کرنا بخل ہے۔ اور بے موقع بے ضرورت صرف کرنا اسراف ہے۔

۴ کے تھے۔ پینامیوں کا نوبت مرزا صاحب سے انکار تھیں۔ دھوکہ اور فریب اور منافقت ہے۔ قادیان جماعت نے صرف اور صرف حوالے بے شمار پیش کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ مرزا صاحب غیر تشریف نبی تھے۔ پینامی جو اب ذرا دوسرے نکلے۔ وہ جھوٹے تھے۔

ایک بزرگ کا مفولہ ہے کہ اس بات کا فیصلہ کیا
تم امیر بنو گے یا غریب یہ بات نہیں کر سکتی۔ کہ تم
کتنا کرتے ہو۔ بلکہ یہ کہ تم کتنا خرچ کرتے ہو۔ کفایت
شعار غریب نہیں ہو سکتا۔ کفایت شعاری کے بغیر
امیر ہونا ناممکن ہے۔ بلکہ محال ہے۔

یہی امیر کا قصہ بیان کرتے ہیں۔ کہ دو خواتین اس
کے پاس خیرات مانگنے گئیں۔ وہ اس وقت درموم
تبیال جلانے پڑھ رہا تھا۔ جونہی وہ کمرہ میں وہ
داخل ہوئیں۔ اس نے ایک بچی بھجادی۔ اس سے
عورتیں سرگوشیاں کرنے لگیں۔ کہ یہاں سے کچھ نہیں
ملے گا۔ مگر جب انہوں نے مانگا۔ تو اس شخص نے میں
اشرفیاں دیں۔ ایک خاتون نے اس کا سبب پوچھا۔
امیر نے کفایت شعاری بتایا۔ اور کہا میں نے سمجھا تھا
کہ بات کرنے۔ کر لے ایک موم بچی بھی کافی ہے۔ میں
اسی طرح بچت کر کے وہی روپیہ نیک کاموں میں صرف
کیا کرتا ہوں۔

اسی طرح ایک کتب فروش کے متعلق بیان کرتے
ہیں۔ کہ وہ بہت کچھس تھا۔ ایک دفعہ دوسرا کچھس
اس سے گفتگو کرنے کے لئے آیا۔ کتب فروش اس
وقت ایک موم بچی روشن کئے ہوئے تھا۔ اس نے وہ
بھجادی۔ اور کہا۔ کہ اندر آ جاؤ۔ کچھس نے وجہ پوچھی
تو جواب ملا گفتگو اندھیرے میں بھی ہو سکتی ہے۔ کچھس
یہ دیکھ کر کہنے لگا۔ واقعی تم میرے استاد ہو۔

کفایت شعاری و بخل میں زمین و آسمان کا فرق
ہے۔ بخیل زر کو زر کر کے جمع کرتا ہے۔ جو کہ اس کے
لئے وبال جان بن جاتا ہے۔ جس سے اس میں حرص
و لالچ پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ زر سے جائز آرام
بھی نہیں لیتا۔ مگر یہ بخیل اس فضول خرچ سے جو
روپیہ کو بے ضرورت اور بے محل ضائع کرتا ہے۔
بدرجہا بہتر ہے۔ دراصل بخل و فضول خرچی دونو
ہی گناہ ہیں۔ اور ان کے اعتدال سے بڑھ جانے
پر انسان کا کیریکٹر تباہ ہو جاتا ہے۔

بچوں کو شروع میں مختلف قسم کے معویے
سکھانے چاہئیں۔ مثلاً قرض غلامی ہے۔ فضول

خرچی کرنے والا شیطان کا بھائی ہے۔ جو قرض لیتا
ہے۔ وہ غم مول لیتا ہے۔ خرچ کرتے وقت اس کا
حساب ضرور رکھنا چاہیے۔ اس سے فضول خرچی ظاہر
ہو جاتی ہے۔

(ذکار اللہ خاں مسلم)

سب انسپکٹر سری گوبند پور

کے خلاف سنگین الزامات

فوری تحقیقات کا مطالبہ

(۱۴)

ضلع گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس سٹریٹل
انسداد جرائم کے لئے بہترین تجاویز سوچ رہے
ہیں۔ اور وہ پبلک سے انسداد جرائم کی تدابیر
میں تعاون چاہتے ہیں۔ مگر ان کے ماتحت کربال سنگھ
سب انسپکٹر سری گوبند پور کی چیرہ دستیوں سے لوگ
تنگ آئے ہوئے ہیں۔ یہیں معتبر ذرائع سے معلوم
ہوا ہے۔ کہ سب انسپکٹر کے خلاف رشوت ستانی
کے صریح الزامات لگائے گئے ہیں۔ اور ڈپٹی انسپکٹر
جنرل اور ڈپٹی کسٹر گورداسپور اور سپرنٹنڈنٹ پولیس
گورداسپور کو بذریعہ رجسٹرڈ خطوط کے ان الزامات
کی اطلاع دی گئی ہے۔ اب تک سب انسپکٹر مذکور
مقامہ سری گوبند پور میں متعین ہے۔ چاہیے۔ تو یہ
تھا۔ کہ اس قسم کی شکایات کے پہنچنے پر فوراً اسے
دہال سے کسی دوسرے ضلع میں تبدیل کر دیا جاتا یا
معتل کر دیا جاتا۔ اور باقاعدہ تفتیش شروع ہو جاتی
لیکن ابھی تک کوئی عملی کارروائی ایسی نہیں ہوئی۔
جس سے پبلک کو اطمینان ہو۔

ہم ذاتی طور پر ریل صاحب سے واقف ہیں۔
کہ وہ ایسے معاملات میں بہت توجہ کرنے والے ہیں۔
خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ پبلک سے انسداد جرائم

کی تدابیر میں مدد لینا چاہتے ہیں۔ اور عام لوگوں سے
تعاون کی خواہش رکھتے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ
فوراً اس معاملہ پر نوٹس لیں۔ اور اس معاملہ کی
تحقیقات میں ہر قسم کی سہولتیں مہیا کریں۔ یہیں یہ بھی
معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض ذلیلہ ار بھی اس پارٹی میں شریک
ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کو بھی معتل کیا جاوے۔ ورنہ
وہ اپنے اثر اور سوخ سے معاملات کو مشتبه کرنے میں
کامیاب ہونگے۔ اگر اس معاملہ میں کچھ بھی توقف ہوا۔
... کسی قسم کا عدم توجہگی کا اظہار ہوا۔ تو انسداد
رشوت ستانی اور انسداد جرائم کی تدابیر کی کامیابی
کو خطرہ میں ڈال دینا ہوگا۔ اور پبلک کو پولیس کی طرف
سے اور بھی بد اعتمادی ہوگی۔ اس قسم صاحب ڈپٹی کسٹر
گورداسپور اور سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کو توجہ دلاتے
ہیں۔ کہ وہ ان شکایات کے انسداد اور تحقیقات کے
لئے خاص آدمیوں کو متعین کریں۔ اور سب انسپکٹر
سری گوبند پور اور ریل ذلیلہ ارول کو جن کے خلاف
الزام لگایا گیا ہے۔ کہ وہ اس پارٹی میں شریک ہیں۔
معتل کر کے تحقیقات کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ
باقی نہ رکھیں۔ اگر انہوں نے اس تجویز پر عمل کیا۔ جو
نہایت ضروری ہے۔ تو یہیں یقین ہے۔ کہ انسداد جرائم
کے لئے جو سکیم وہ چاہتے ہیں۔ کہ پبلک اسے کامیاب
بناوے۔ اس میں انہیں آسانی ہوگی۔ سردست ہم اس
مختصر نوٹ پر اکتفا کرتے ہیں۔ (نامہ نگار خصوصی)

احمدیہ پاکٹ بک :- اس میں ۱۲ سودا گراں اور تجارت
صداقت اسلام و تصدیق مسیح موعود علیہ السلام و تردید
مذہب غیر اسلام و مخالفین میں جمع کر دیئے ہیں۔ ہر ایک
احمدی اس کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھے۔ تاکہ ہر میدان
میں اور ہر مذہب والے کے ساتھ وہ مقابلہ کر سکے۔ قیمت
صرف ایک روپیہ۔

حائل شریف مترجم حبیبی تقطیع پر یہ حائل شریف
مترجم طبع ہوئی ہے۔ جس کے اول مضامین قرآن مجید کی ایک
کمل فہرست ہے۔ اور ہر وقت جیب میں رکھی جاسکتی ہے۔ ہدیہ مجلد
دو روپیہ چار آنہ۔ پتہ :- منیر فاروقی بک ایجنسی قادیان

منیر فاروقی بک ایجنسی قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۴ نومبر ۱۹۲۹ء

میراثوت

(۱)

حق کی مخالفت انسان کو گرتے گرتے تخت
النری تک پہنچا دیتی ہے۔ اور منافقت انسان کو
اسفل السافلین میں گرا دیتی ہے۔ لائل پور میں ۶۔
نومبر کو احمدیوں اور پیغمبیوں کا ایک مناظرہ ہوا۔
مسئلہ زیر بحث "نتم نبوت کی حقیقت" تھا۔ یعنی اہل پیغام
کا مسلک وہی پرانا غیر احمدیوں والا مسلک تھا۔ کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قرآن مجید میں خاتم النبیین کہا
گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ سب نبیوں کے آخر میں
آنے والے ہیں۔ اور امت محمدیہ میں کسی قسم کے نبی نہیں
آسکتے۔ اس لئے آپ آخری نبی ہیں۔ اور سب سے آخر
میں آنا ہی آپ کی قابل تعریف خصوصیت ہے۔ اور احمدیوں
کا عقیدہ وہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ حکم و عدل
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ خاتم
النبیین کے معنی نبیوں کی ہر ہے۔ جس پر یہ ہر رگ
جاوے۔ وہ نبی بن جاتا ہے۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے
جو آپ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔ آپ نبیوں
کے سردار اور شاہنشاہ ہیں۔ آپ کے بعد وہ انعام
جو پہلے براہ راست بغیر پیروی کسی نبی کے انسانوں
کو ملا کرتا تھا۔ اب وہ آپ کی پیروی سے ملا کر گیا۔
جس سے آپ کی شان اعلیٰ کا اظہار ہو۔ اس اختلافی
مسئلہ میں پیغمبیان لائل پور سے تین گھنٹہ کا مناظرہ
مقرر ہوا تھا۔ جو خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے
ساتھ حق کا بول بالا اور باطل کا منہ سر کا لا ہوا۔ اس

مناظرہ کی مفصل روئداد سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ
لائل پور جب بھیجیں گے۔ شائع کی جائیگی۔ لیکن
بعض چند لطائف اور عجائب امور جو اہل پیغام کے
مناظر کی طرف سے ہیں سننے اور دیکھنے کا موقع ملا۔
وہ یہاں تقنن طبع کے لئے نقل کئے جاتے ہیں۔ اس
مناظرہ میں مولوی محمد علی صاحب پیغامی نے اس وجہ سے
کہ لائل پور ان کی زر خیز زمین ہے۔ جہاں پر اہل پیغام
کے آن دانا شیخ مولانا بخش صاحب رہتے ہیں۔ اپنی پوری
طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہا۔ اور پیغام پارٹی کے چوٹی دار
مستغ بھیجے گئے۔ اجازت جماعت کی طرف سے مکرئی مولوی
اللہ دنا صاحب جالندھری مولوی فاضل سلمہ اللہ اور
پیغام والوں کے میر مدثر شاہ صاحب۔ جن کو آئندہ
سیراثوت کہنا بجا ہوگا۔ مناظر تھے۔ اور پیغامیوں کے
پریسڈنٹ مناظرہ مولوی عصمت اللہ صاحب اور احمدیوں
کا خاکسار ایڈیٹر فاروق اس جلسہ مناظرہ کا پریسڈنٹ
تھا۔ ساڑھے سات بجے تمام کے گول بارغ لائل پور
میں پبلک مناظرہ شروع ہوا کہ ساڑھے دس بجے بامں و
امان ختم ہوا۔ پہلی تقریر آدھ گھنٹہ تھی۔ جو میر مدثر شاہ
صاحب پیغامی نے ختم نبوت کی حقیقت پر فرمائی۔ جس
میں آیت خاتم النبیین کی تلاوت کر کے اس کی تفسیر اور
توضیح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے
چند ایسے حوالہ جات پیش کئے۔ جن کو اپنی خوش فہمی
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت
تشرعی وغیر تشرعی کی بندش کے متعلق سمجھتے ہوئے ہیں
اس آیت زیر بحث کے سوا جناب میر صاحب نے کوئی
آیت قرآن مجید سے اپنے نبوت مدعائیں نہ تلاوت فرمائی
اس کے ساتھ ایک حدیث کا (نبی بعدی) پیش کر کے اس
کے لئے بھی مسیح موعود علیہ السلام کا ایک آدھ حوالہ
سیاق و سباق کو چھوڑ کر پڑھ سنایا۔ حالانکہ شرائط مناظرہ
میں یہ طے ہو چکا تھا۔ کہ قرآن وحدیث سے ختم نبوت
کی حقیقت پر روشنی ڈالی جاوے گی۔ اور جو نبوت فریقین
قرآن وحدیث سے اپنے اپنے دعاوی کا پیش کرینگے
ان کے وہ معنی صحیح ہونگے۔ جو مسیح موعود علیہ السلام
نے خود فرمائے ہونگے۔ مگر حیرت ہے۔ کہ میراثوت

نے سوائے آیت متنازعہ کے کوئی آیت اور سوائے
حدیث زیر بحث کے کوئی حدیث نہ بیان فرمائی۔ اور
آیت وحدیث متنازعہ کو ہی بطور مصادوہ علی المطلوب
کے دلیل میں پیش کرتے رہے۔ یہ آپ کی مشاقی مناظرہ
کا بین نبوت تھا۔ اس پہلی تقریر کے بعد میر پیغام
نے اصل بحث ختم نبوت کی حقیقت کو چھوڑ کر نبوت
مرزا صاحب پر بحث شروع کر کے سارا دور بیان
سیح موعود کے نبی نہ ہونے پر صرف کر دیا۔ اور آخر
تک اسی روش پر چلتے رہے۔ میری توجہ دلائے پر
مولوی عصمت اللہ صاحب پریسڈنٹ نے نہایت عمدہ
جواب دیا۔ کہ چونکہ آپ نے پہلی تقریر میں ہی میر پیغام
کو نبوت مرزا صاحب پر بحث کرنے سے نہیں روکا۔
جبکہ انہوں نے ختم نبوت کی حقیقت کو چھوڑ کر نبوت مرزا
صاحب پر بحث شروع کر دی تھی۔ اس لئے اب دوسری
تقریر کو دکنے کا کوئی حق نہیں۔ وہ پہلی تقریر میں شرائط
کی خلاف ورزی کر چکے ہیں۔ اور آپ کی خاموشی سے
ان کو حق ہو گیا ہے۔ کہ وہ شرائط مناظرہ کا کچھ خیال
نہ کریں۔ اب ان کو اس لائن پر چلنے دیں۔ یہ جواب
پریسڈنٹ پیغام کا واقعی ان کی قابلیت اور فرائض
صدارت کے بالکل مناسب حال تھا۔ اس لئے احباب
نے مجھے کہا۔ کہ ان کو یہ ارمان بھی نکال لینے دیں۔
پبلک سمجھ گئی ہے۔ کہ ختم نبوت کی حقیقت پر وہ بولنے
سے عاجز ہیں۔ اس لئے فرار کر کے مرزا صاحب کی نبوت
پر بحث کرنے لگ گئے ہیں۔ میں نے احباب کی خواہش
اور صدر پیغام کی بے بسی اور میر پیغام کی بے بضاعتی
پر نظر کر کے ان کو کہ دیا۔ کہ اچھا آپ شرائط کے
خلاف ہی چلیں۔ میری اس درگزر پر اہل پیغام نے
تالیاں بجا دیں۔ جس پر ان کو نام نہاد ہونا پڑا۔ اور ان
کے پریسڈنٹ کو بھرے جلسہ میں معافی مانگنی پڑی۔
آخری مرحلہ پر پیچکر سید مدثر شاہ صاحب نے اپنی
احمدیت کا اظہار بالفاظ ذیل کیا۔ کہ۔

ہم نے مرزا صاحب کی بیعت اثوت کی تھی
وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اور ہم ان کے بھائی
اس کے جواب میں احمدی مناظر مولوی اللہ دنا صاحب نے

پیغامی روشن

امیر پیغام حق کو چھوڑ بیٹھے

حسد ایک ایسی بڑی مرضی ہے جس پر یہ حملہ کرتی ہے۔ اس کو ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتی ہے۔

چنانچہ جناب مولوی محمد علی صاحب پریسڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور بھی اسی مرض کے مریض ہیں۔ اور آپ پر بھی اس کا ہی اثر ہوا۔ جو حاسد لوگوں پر ہوا کرتا ہے یعنی حق کو چھوڑ بیٹھنا۔

اس بات کا ثبوت کہ مولوی صاحب بھی حاسد ہو کر حق کو چھوڑ بیٹھے ہیں یہ ہے کہ مولوی صاحب اپنے فیام قادیان کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف خدا تعالیٰ کا فرستادہ اور نبی اللہ علی الاعلان کہتے اور کہتے رہے۔ بلکہ اس کی آپ تبلیغ بھی کرتے رہے۔ مگر حضرت محمود کے حسد اور فضل عمر کی عداوت نے آپ کو کہیں آرام سے بیٹھنے نہ دیا۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ نہیں۔ بلکہ یہاں تک فرماتے لگے کہ حضرت مرزا صاحب نے خود بھی دعویٰ ثبوت نہیں کیا۔ اور آپ اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے۔ ہائے بے ہوشی! اور ستیا ناس ایسی عداوت کا۔ اسی لئے قرآن میں ومن شر حاسدن اذا حسدن سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بھلا مرزا صاحب کا کیا تصور کہ آپ کو اس مرتبہ عالی سے گرا دیا۔ جو کہ خدا تعالیٰ نے خود عنایت فرمایا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۵ و ۶ پر کھلم کھلا فیصلہ فرمادیا ہے۔

کہ خدا تعالیٰ نے اپنی دو قدریں ظاہر کرتا ہے ایک نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے۔ اور دوسری قدرت نبیوں کے وفات کے بعد ظاہر کرتا ہے۔ تاکہ اپنے بھی خیر بخولہ فرمیں۔ پھر صفحہ ۶ پر آپ نے اپنی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے

ہیں کہ۔

”ہیں لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے۔ غلین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جاؤ۔ یعنی میری وفات کا وقت قریب ہے۔ اور خدا کی قدرت اوئی کا ہاتھ اس وقت غائب ہونے کو ہے۔ اور جب قدرت اوئی غائب ہو جاتی ہے۔ تو دشمن بھی طغیانت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ جماعت نیست و نابود ہو گئی۔ اور اپنے بھی کچھ تردیدیں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے تم غلین نہ ہو۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ و جیسا کہ حضرت رسول مقبول کی وفات ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نظارہ دکھایا۔“ (صفحہ الوصیت)

پس الوصیت کی مذکورہ عبارت سے ہمیں مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے:-

(۱) خدا تعالیٰ دنیا میں دو قدریں ظاہر کرتا ہے پہلی انبیاء کے ہاتھ پر اور دوسری خلفاء کے ہاتھ پر۔ (۲) حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ دوسری قدرت کا ہاتھ دکھائے گا۔ جب تک آپ کی وفات نہ ہو۔ یعنی قدرت اوئی غائب نہ ہو۔ دوسری قدرت نہ آئے گی۔ (۳) مرزا صاحب نے اپنے آپ کو قدرت اوئی کہا۔ ان مذکورہ امور سے یہ معلوم ہوا کہ:- (۱) قدرت اوئی انبیاء و ہوتے ہیں۔ (رضوی) (۲) اور مرزا صاحب قدرت اوئی تھے (دکبری) اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نبی تھے۔

سو لے امیر پیغام اور اہل پیغام اب بھی دقت ہے۔ ٹھنڈے دل سے الگ بچھڑ کر سوچو۔ اور غور کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت محمود کی عداوتنا تم کو ہمیشہ کے لئے ہلاکت کے گڑھے میں گرا دے۔ اور خدا اور خدا کے فرستادہ

کی ناراضگی کا موجب بن کر خدا تعالیٰ کی گرفت میں آ جاؤ۔ اس لئے توبہ کرو۔ اور استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ تو غفور الرحیم ہے۔ کہ انجیون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور الرحیم خدا بھی ان کو ہی پسند کرتا ہے۔ جو حق اختیار کرتے ہیں۔ پس حق کو اختیار کرو۔

(خاکر مبارک احمد معلم جامعہ احمدیہ قادیان دارالامان)

مقام لاہوری اہل پیغام کیلئے عبرت کا مقام

اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ وہ پہلے سے جانتا تھا۔ کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بعض لوگ راہ راست سے برگشتہ ہونے کی تہمت کے تیرے سائیکے اس لئے وہ پہلے ہی سے اس مصوم خاندان نبوت کے لئے سپرد ڈھال بن کر ان کو بریت کی سند عطا فرماتا ہے اور ان کے متعلق شکایت کرنے والے کو منافق قرار دیتا ہے ملاحظہ ہو رسالہ الوصیت شرط نمبر ۲۰ ملاحظہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اہل و عیال کو ان شرائط کی پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اور اس میں یہی راز سرگوشہ تھا۔ فرمایا:-

”میری نسبت اور میرے خاندان کی نسبت خدا نے اسٹھنا رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔“ (صفحہ ۱۱)

شرط نمبر ۱۰ میں مقام انجمن کے متعلق فرمایا:-

”یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس مقام کو برکت دی ہے۔ اور جان ہوگا کہ وہ آئندہ ضرور میں محسوس کرے اس کام کے لئے کافی مکان تیار کریں۔“

وحی الہی:-

”محمد علی تم صالح اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ مل کر بیٹھ جاؤ۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی آئندہ آنے والے

نظارہ کو مد نظر رکھ کر فرماتے ہیں :-

کیا مجھے تم چھوڑتے ہو جاہ دنیا کے لئے
جاہ دنیا کب تک دنیا ہے خود نا پاؤں دار
دل میں جو مال تھے وہ دل میں ہمارے رہ گئے
دشمن جاں بن گئے جن پر نظر تھی بار بار
ایسے کچھ بگڑے کہ اب بننا نظر آتا نہیں
آہ کیلئے تھے ہم اور کیا ہوا ہے آشکار
(مولوی محمد فضل - از چنگ نگیالی ضلع راولپنڈی)

وہابی مشن

حضرت مولوی پرچ فرخ کریم اعتراف

اور
امرتسری الہمدیث کی جہالت اور حماقت
کا ثبوت

الہمدیث مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء ایک مضمون زیر

عنوان "مرزا صاحب پرچ فرخ کریم" تھا۔۔۔۔۔
... بیری نظر سے گذرا۔ جس میں مولوی شہناز اللہ
ایڈیٹر الہمدیث نے عقل و ہوش کو بالائے طاق رکھ کر
حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر استہزا کرتے ہوئے چند
ایک لالچی اور بے ہودہ اعتراض کئے ہیں۔

امرتسری وہابی کی جہالت
... کہنے کی ناکام کوشش
کی ہے۔ کہ مرزا صاحب باوجود ان تمام ہولناکیوں کے مائل
ہونے کے جو ایک عاقل اور بالغ آدمی کو حاصل ہوتی ہیں
اور ہا ہودہ راہ رکھنے کے بھر آپ نے حج نہیں کیا۔
حالانکہ آپ پرچ فرخ تھا۔ ہمارے احمدی دوست
اس کے جواب میں جو یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ آپ اکثر بیمار
رہا کرتے تھے۔ اور آپ کی صحت اجازت نہیں دیتی تھی۔

کہ آپ آسانی سے حج کر سکیں۔ احمدیوں کا یہ قول شہاد
سے بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ
مرزا صاحب کے اولاد پر اولاد کا پیدا ہونا یہ ثابت کرتا
ہے کہ آپ بیمار نہیں تھے۔ کیونکہ بیمار کے اس قدر اولاد
نہیں ہوتی۔ پس احمدی حضرات کا بیماری کو مانع حج
قرار دینا غلط ہے۔ اور کوئی عقلمند اس عذر کو قبول
نہیں کر سکتا۔ ہم نے ایڈیٹر الہمدیث کے اعتراض کو
نہایت واضح کر کے لکھا ہے۔ اب اس کا جواب ملاحظہ
فرمائیے :-

انوس ہے۔ کہ امرتسری مولوی کو اتنا بھی پتہ
جواب نہیں۔ کہ ہر بیماری مانع اولاد نہیں ہوتی۔

اگر ہر ایک بیماری مانع اولاد ہوتی ہے۔ تو ہمیں ماننا
پڑے گا۔ کہ اگر مولوی صاحب کے سرور ہو یا کمزور کے
مارے چلنے سے بیمار ہوں یا کہیں ان کے پاؤں پر
چھوڑا نکل آوے۔ تو یقیناً ان تمام حالتوں میں مولوی
صاحب چلنے کے توانا قابل ہو جائیں گے۔ مگر ان بیماریوں
سے یہ لازم نہیں آئے گا۔ کہ مولوی صاحب اولاد
پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہیں۔ پس ہر بیماری کو مانع
اولاد جاننا پرلے درجے کی حماقت اور بوقوتی ہے
کیونکہ بعض ایسی بیماریاں ہیں۔ جو کہ سفر کی مانع ہیں۔
اور ان میں سفر کرنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا
ہے۔ مگر اولاد پیدا کرنے کے مانع نہیں۔ اور اسی
قسم کی بیماریاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی
تھیں۔ جیسے سرور اور ذیابیطس وغیرہ میں آپ مبتلا
رہتے تھے۔ اور سفر سے چونکہ آپ کو زیادہ تکلیف
اور بیماری کے بڑھ جانے کا خطرہ تھا۔ اس لئے
آپ نے اتنے لمبے سفر کرنا کہ آپ کی طاقت سے
بالا تر تھا۔ ترک کر دیا۔

امرتسری ملا کی دوسری حماقت
پھر امرتسری

مسیح موعود کے حج نہ کرنے پر ایک اور طرح سے
بھی اعتراض کیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ احمدی
دوست کہا کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے امن نہ ہونے
کی وجہ سے حج نہیں کیا۔ اور اگر امن ہوتا تو آپ

ضرور حج کرتے۔ یہ ان لوگوں کا ایک بہانہ ہے۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو مخاطب کر کے
کہا تھا۔ کہ واللہ بعصمک من الناس ایمنے
اللہ تعالیٰ آپ کی لوگوں سے حفاظت کرے گا۔ اور
کسی دشمن کو یہ جرأت نہ ہوگی۔ کہ وہ آپ کو مار سکے پس
اس اہام کے ہوتے ہوئے جس میں اللہ تعالیٰ مرزا
صاحب کی حفاظت کا ذمہ وار ہو گیا ہو۔ یہ کہنا کہ امن
نہیں تھا۔ اور آپ کی جان کا خطرہ تھا۔ غلط اور کمزوری
ایمان پر دلالت کرتا ہے :-

میرے خیال میں اگر مولوی صاحب ذرا غور
جواب کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ کہ حضرت محمد صلیم

کو بھی خدا نے یہی اہام کیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ تیری
دشمنوں سے حفاظت کرے گا۔ اور کسی کو یہ طاقت نہ
ہوگی۔ کہ آپ کو مار سکے۔ لیکن اس وعدہ کے ہوتے
ہوئے جب ہم آپ کے طرز عمل پر غور کرتے ہیں۔
تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ باوجود خدا کے اس وعدہ
پر یقین رکھنے کے ہر کام اور ہر میدان میں بہت سی
تدابیر عمل میں لایا کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ جب بھی جنگ
میں تشریف لے جاتے تھے۔ تو دو ذرع پہنا کرتے تھے
حالاںکہ آپ کے صحابی صرف ایک ذرع ہی پہنتے تھے۔
پھر آپ نے امن نہ ہونے کی وجہ سے مکہ کا حج
اس وقت تک نہیں کیا۔ جب تک کہ خدا نے مکہ
مظہم کو آپ کے ہاتھ پر فتح نہیں کر دیا۔ کیونکہ مکہ میں
امن نہیں تھا۔ اور یہی سبب تھا۔ کہ آپ نے باوجود
اس وعدہ حفاظت کے حج نہیں کیا۔

کیا مولوی صاحب تباہیں لگے۔ کہ جبکہ آپ کے
ساتھ بھی خدا کا یہی وعدہ تھا۔ تو پھر آپ نے سفر کیا
ان تدابیر پر عمل کیا۔ کیا آپ کو (خود بالذات) اللہ
تعالیٰ کے اس وعدہ پر شک تھا۔ کہ جس کے ہوتے
ہوئے آپ ظاہری اسباب پر عمل کرتے تھے۔ تاکہ
ان کے ذریعے سے اپنی حفاظت کر سکیں۔ میرا جہاں
تاکہ خیال ہے۔ کوئی باغیرت مسلمان اس کو ایک لمحہ کے
لئے بھی قبول نہیں کر سکتا۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو کہ
خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ کامل ایمان

طرف برائیاں منسوب کریں۔ تاکہ لوگ آپ سے نفرت کریں۔ لیکن اس خدا نے جس نے آپ کو اس اہام کے ذریعہ سے خبر دی تھی۔ ہر ایک عجیب اور بڑائی سے آپ کو پاک ٹھہرایا۔ اور حاسدوں اور کینہ ور لوگوں کو ناکام رکھ کر ان کا منہ کالا کیا۔ اور لوگوں کے دل میں آپ کی محبت ڈالی تھی کہ اطراف دنیا سے آپ کے پاس لوگ آئے اور آتے نہیں گئے۔ انشاء اللہ !
(مہتمم محمد عمر شرماء مولوی فاضل)

بیانی مشن

بہائیت کی حقیقت

اور

کوکب ہند کی جہالت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آیدہ اللہ بضرہ کا ایک خطبہ بہائیت کی حقیقت کے عنوان سے ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء کے الفضل میں شائع ہوا تھا۔ جس میں حضور نے بہائیت کی پرفریب تعلیم کو بے نقاب کیا۔ اس خطبہ پر ہمسائی ایڈیٹر کوکب ہند نے چند بے ہودہ اعتراضات کر کے اپنی خواہش باختلاف اور حماقت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ اعتراض ایسے ہیں جو بوجہ اور قوت استدلال کے لحاظ سے پرائمری کے طلبہ کی باتوں سے زیادہ دقیق نہیں۔ مثلاً حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ بہائی اپنے دین کو چھپاتے ہیں۔ اس کے جواب میں بہائی کہتا ہے۔ اگر بہائی اپنے دین کو چھپاتے ہیں۔ تو وہ خود کس بات کو دیکھتے اور سن کر بہائی ہوتے۔ کیا اسی بات کو سن کر بہائی اپنے دین کو چھپاتے ہیں۔ وہ لوگ بہائی ہونے چاہتے گئے !

احمدی : تو تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ قرطاط فرقہ کے لوگ جو مذہب باطلینہ رکھتے تھے۔ ملک مغرب و مصر پر تھے۔

مسیح موعود پر تسخر اڑانا ہوا لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے حج نہ کرنے کی معقول وجہ یہ ہے۔ کہ :
مرزا صاحب نے اپنا ایک اہام لکھا ہے۔ کہ لوگ تیرا جیض دیکھنا چاہتے ہیں۔ چونکہ مرزا صاحب کا یہ جیض عورتوں کی طرح عارضی نہ تھا۔ بلکہ دائمی تھا۔ اس لئے ہی جیض دائمی مانع حج رہا !
اے نادان مولوی اگر اس کے ظاہری جواب !
معنی مراد لئے جاویں۔ جیسا کہ تو نے لکھا ہے۔ تو بھی تیرا مطلب پورا نہیں اترتا۔ اور جاہل تو نے یہ کہاں پڑھا ہے۔ کہ جیض جو ہے مانع حج ہے۔ شرم کر۔ کہ ایک ایسا عام مسئلہ جس کو ایک بچہ بھی جو کہ معمولی پڑھا ہوا ہو جانتا ہے۔ کہ جیض مانع حج نہیں۔ بے حیائی سے اپنی شرارت کا مظاہرہ کرنا ہوا۔ حضرت مسیح موعود پر فرض ہوتا ہے : یہ خدا کی طرف سے تیری علمی پردہ دہی ہو رہی ہے۔ کہ تجھے ایک معمولی مسائل اسلامیہ سے بھی واقفیت نہیں ! اور بنا چھڑتا ہے مولوی فاضل !

سن اور انشر الناس ! حضرت مسیح موعود کا یہ کوئی اہام نہیں ہے۔ کہ لوگ تیرا جیض دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ تمہارا افتراء اور کذب ہے۔ اصل اہام یہ ہے۔ یروین دن ان بیروا طمٹنہ طمٹ کے معنی لغت میں چار ہیں۔ جیسے دشمنی (ریل) فساد (س کو مارا اور خون۔ اور قرآن کریم میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ جیسا کہ لفظ مٹنہ انسی قلمہ ولا جان۔ یعنی ہشیخ عہد توں کو ان سے پہلے کسی جن اور انسان نے اس نہیں کیا۔ تو معلوم ہوا کہ طمٹ کے معنی جیض ہی نہیں۔ اور بھی ہیں۔ اور اس اہام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ نادان مولوی اور بیوقوف اور جاہل لوگ تیری طرف میل پکیں منسوب کریں گے۔ حالانکہ تو تمام قسم کی میلوں سے پاک ہے۔ اور وہ ہرگز تیرے اند کوئی میل نہیں پاسکیں گے۔ خواہ وہ لوگ کس قدر زور لگائیں۔ سو اے امرتسری خدا کا وعدہ بڑے زور سے پورا ہوا۔ تو نے اور تیرے جیسے دوسرے احمقوں نے سر سے پاؤں تک زور لگایا۔ کہ آپ کی

اور راسخ علم والے ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی ذات پر کسی طرح کا شک و شبہ کریں۔ پس اصل بات یہ ہے کہ باوجود خدا کا ان لوگوں کے ساتھ وعدہ حفاظت ہونے کے پھر تیرا سیر پر ان کا عمل کرنا یہ بتانا ہے۔ کہ وہ خدا کی آزمائش نہیں کرتے۔ بلکہ وہ اپنی طرف سے پورے سامان کرنے کے بعد پھر خدا تعالیٰ پر اپنی حیات و وفات کو چھوڑ کر اشاعت دین میں لگ جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میں خود تمہاری حفاظت کروں گا۔ اور حضرت صاحب کو خدا کے اس قول پر اسی طرح پورا یقین کامل تھا۔ جس طرح آپ کے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ لیکن حضرت مسیح موعود قرآن شریف کے اس حکم کے بموجب کہ لا تلحقوا بیدیکم ائی التہلکۃ (یعنی اپنے آپ کو جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ ڈالو) حج کرنے سے رکے رہے۔ کیونکہ ساری دنیا آپ کی مخالف تھی۔ اور ایسا کوئی اسلامی ملک نہ تھا۔ کہ جس کے علماء رسوئے آپ کے قتل کا فتویٰ نہ دیا ہو۔ تو پھر ایسی صورت میں آپ کا حج کرنا یقیناً اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا تھا۔ کیا امرتسری دہائی کو یاد نہیں کہ شریف مکہ نے غلطی سے اختلاف کی بنا پر امرتسری کے شیخ اکل مولوی نذیر حسین دہلوی کو جو کہ اہل حدیث کے لیڈر تھے قید کر دیا تھا۔ حالانکہ شریف مکہ اور مولوی صاحب کے درمیان صرف فروعی اختلاف تھا۔ تو پھر اس شخص سے کیا بہتری کی امید وہ شخص رکھ سکتا ہے۔ جس کے خلاف تمام عالم اسلام ہو اور وہ اس کو کافر و ملحد خیال کریں اور اس کے قتل کے فتوے دیں۔ کیا ایسا شخص ایک اسلامی حکومت میں آزادانہ طور پر اپنے فرائض کو انجام دینا سکتا ہے۔ پس چونکہ حضرت مسیح موعود کے لئے مکہ میں جس کے علماء رسوئے بھی آپ کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ حج کے لئے جانا اٹھالی از خطرہ نہ تھا۔ اور یہ سبب تھا۔ کہ آپ نے حج نہیں کیا !

امرتسری کا استہزاء بالرسول !
پھر آخر میں امرتسری مولوی حضرت

برس کے لگ بھگ تک حاکم رہے۔ یہ سب کے سب رافضی تھے۔ ان شراب الساعتہ صفحہ ۱۱۲ پر اعلیٰ مذہب والے لوگ ہمیشہ اپنا مذہب چھپائے رکھتے تھے۔ اور اپنا بھید اور عقیدہ کسی پر کبھی ظاہر نہیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو باطنی کہا جاتا تھا۔ بتاؤ باطنیہ فرقے کے لوگ جو ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں تھے باوجود اپنے عقائد کو مخفی رکھنے کے ہزاروں اور لاکھوں کس طرح ہو گئے۔ کیا اسی بات کو بشک کہ باطنی اپنے دین کو چھپاتے ہیں۔ وہ لوگ باطنی ہوتے چلے گئے؟

اصل بات یہ ہے کہ یہ گندم جنس باہم جنس پر وار

مصرعہ مشہور کے مطابق جو شخص جس قماش کا ہوتا ہے۔ اس کو اسی قماش اور وضع کے ساتھی مل جاتے ہیں جس طرح چور بغیر کسی تحریک کے ہمیشہ لوگوں میں جاسکتے ہیں اور جو اری لوگ جو اریوں کو تلاش کر لیتے ہیں۔ اسی طرح بہائیوں کو ایسے لوگ مل جاتے ہیں۔ جو شروع ہی سے دین و مذہب سے بیگانہ اور آزادی پسند جیسے عقیدہ رستہ ہیں۔ جن کا کوئی دین اور ایمان نہیں ہوتا۔ اور وہ اس بات کے متلاشی اور خواہاں ہوتے ہیں۔ کہ کسی ایسی سمانشی سے ان کا تعلق ہو جائے۔ جو ان کے افکار شنیعہ اور حرکات ناشائستہ سے تعرض نہ کرے۔ اور وہ مزے سے لکچرے اڑائیں۔ شراب و کباب میں زندگی بسر کریں۔ اور اس مصرعہ کے مصداق رہیں۔ کہ یہ

زند کے زند رہے ہاتھ سے جنت نہ لگی

اور اس قسم کی تمام باہمی مذہب میں موجود ہیں۔ چنانچہ امریکہ میں جب عبدالبہا سے کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو اس نے جواب دیا:-

”ما داخلہ در طعام جماعتی آہنائی کنیم“

(بدائع الانوار ص ۱۱۱ جلد اول)

کہ ہم لوگوں کے کھانے پینے کی چیزوں میں مداخلت نہیں کرتے۔ مطلب صاف ہے۔ کہ اگر کوئی شراب پیتا یا سوڑا کھاتا ہے۔ تو کھائے پئے۔ ہم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ بھلا جس مذہب میں اس قسم کی ناجائز آزادی ہو۔ تو شراب و کباب کے شوقین کیوں اس میں شامل ہوں۔

بہائی کہتا ہے:-

”اہل براء کا قول یہ ہے۔ کہ جو کچھ خدا کی جانب سے نازل ہو۔ وہ سب خدا کی تعلیمات ہیں۔ انہیں سے کوئی بات بھی چھپانے کے قابل یا چھپانے کے لئے نازل نہیں ہوئی“

احمدی:- اگر تمہارا یہ کہنا درست ہے۔ تو بہاء اللہ کے اس حکم کا کیا مطلب کہ

”اُستر ذہبک و ذہابک را بہوارہ ملاحظہ نما“

کہ میری اس نصیحت کو ہمیشہ مد نظر رکھو۔ جہاں جاؤ اپنی دولت اپنا سفر اور اپنا مذہب چھپائے رکھو۔ عبدالبہا۔ اہل بہا کو حکم دیتا ہے۔ کہ:-

”بجکت صحبت کنید و باہر کس صحبت مدارید بنفوس مستفادہ مکالمہ کنید و از عقائد صحبت نہ دارید“

مکاتیب جلد ۳ ص ۱۱۱

کہ لوگوں سے ہوشیاری کے ساتھ بات چیت کرو۔ بہائی مذہب کے عقائد کا کسی سے ذکر و اذکار نہ کرو۔

بتاؤ! مذہبی عقائد خدا کی تعلیمات اور خدا کی امور ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہیں تو بہاء اللہ اور عبدالبہا نے اپنے اتباع کو ان کے چھپائے رکھنے کا کیوں حکم دیا؟ یہ بھی بتاؤ۔ کہ تم بہاء اللہ کی اس تعلیم پر عمل کرتے ہو یا نہیں۔ اگر جواب ہاں میں ہے۔ تو پھر تمہارا یہ کہنا۔ کہ اہل براء نے خدا کی روشنی کو نہ کبھی چھپایا نہ چھپاتے ہیں۔ جھوٹ ہوا۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو بہائی شریعت کا نفوذ معلوم شد۔

نیز بتاؤ شریعت کی کتاب۔ کتاب اقدس۔ خدا کی روشنی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کتاب اقدس کا وہ کون سا نسخہ ہے۔ جس کو اہل براء نے شائع کیا۔ اگر تم کتاب اقدس کے کسی طبع شدہ نسخہ کا پتہ دو گے۔ تو اس کا جواب تمہیں دیا جائے گا۔

یہ بھی بتاؤ۔ عبدالبہا کے اس حکم کا کیا مطلب ہے کہ:-

”مسائل حکمیہ را اساس مذاکرہ قرار دہید۔ نہ عقائد را“

(مکاتیب جلد ۳ ص ۱۱۱)

کہ لوگوں سے گفتگو کرتے وقت ادھر ادھر کی باتیں کرو اپنے عقائد کا اظہار نہ کرو۔ اہل بہا کا اپنے مذہب کو چھپائے رکھنا اظہار من الشمس ہے۔ چنانچہ ہماری تائید دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں۔ علماء مصر نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے ”الحرب فی صدر بہا و الباب“ ہے۔ اس کے صفحہ ۱ پر لکھا ہے:-

”فتحی المسلمام مع المسلمین و نصرا نیبا مع النصارى و یهودیا مع الیہود و بودیا مع البودین۔ و ہکذا ابوہم اہل کلی دین باقہ منہم و انما برین الاصلاح و الزالۃ الضعاف المذہبیۃ الخ

کہ تو اسے مخاطب عباس آفندی یعنی عبدالبہا کو مسلمان پائے گا مسلمانوں میں۔ اور عیسائیوں میں عیسائی۔ یہودیوں میں یہودی۔ بودھوں میں بودھ۔ وہ ہر ایک مذہب والے پر ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ انہیں کے دین میں سے ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ کہ ہم تو صرف اصلاح چاہتے ہیں۔ اور مذہبی لڑائی جھگڑوں کو دفع کرتے ہیں اور تمام مذہب میں اتفاق و اتحاد قائم کرتے ہیں۔ اور یہی حالت باہیوں کے تمام مبلغین کی ہے۔ یہ لوگ باوجود اسلامی شریعت کو منوع کہنے کے پھر مسلمانوں کے ساتھ پانچوں نمازیں بھی باجماعت پڑھ لیتے ہیں۔ (حالانکہ بہائی شریعت میں جماعت حرام ہے) اور اس طرح اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔

ملک مصر کے مشہور و معروف لیڈر اور اخبار نویس سید محمد رشید رضا صاحب اپنے اخبار المنار مورخہ ماہ محرم ۱۳۲۹ھ میں البابیۃ البہائیۃ کے عنوان لکھتے ہیں:-

”وہو البہائیۃ اذا دعوا النصارى قالوا الہم انا نصاریٰ معکم و نو من بالوہیۃ المسیح و ہم جئکم فی یوم الدین۔ و کذا لک یقولون للمسلمین انا معکم و نطلب اصلاح حالکمہ با اتباع المہدی المنتظی و المسیح الموعود بہ۔ بل یقولون

عیسائی مشن

مسٹر اکبر مسیح اور ابن اللہ

(از مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فیاض قادیان)

(۱)

مجھے ایڈیٹر صاحب فاروق نے پادری اکبر مسیح متونی کا ایک چھوٹا سا ٹریکٹ قرآن و ابن اللہ نامی دیا۔ کہ میں اس کی صحیح ہو تو تصدیق کروں۔ غلط ہو تو تردید لکھوں اس ٹریکٹ میں جس کو آفا شہباز خاں نے شہر سیالکوٹ سے شائع کیا ہے۔ پادری صاحب نے مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ ثابت کرنے کے لئے چند دلائل تحریر کئے ہیں۔ اور قرآن مجید کی ایک دو آیات سے بھی استدلال کیا ہے۔ اس لئے امتثال امر میں میں یہ چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اسے مقبول اور بابرکت بنائے۔ اور اسے راہ راست سے ہدایت کی دنیا کی ہدایت اور راہ راستی کا موجب ٹھہرائے۔ اللہم آمین

ابن اللہ کی تعریف

اس ٹریکٹ کی ابتداء میں ہی پادری اکبر مسیح تحریر کرتے ہیں کہ:-

ابن اللہ اہل کتاب کی مصطلحات میں داخل ہے اس کے ایک خاص معنی میں جن سے یہ الگ نہیں ہو سکتا۔ اس میں لفظ ابن کو اللہ کے ساتھ ترکیب دیا ہے۔ اس طرح ابن کی ترکیب اور بیسیوں الفاظ کے ساتھ دی گئی ہے جس سے طرح طرح کے معنی حاصل ہوئے ہیں۔ اور ہر جگہ لفظ کا استعمال بطور مجاز ہوا اور کلام پھر اس کے بعد وہ بہت سی مثالیں پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

یہ دیکھو ابن السبیل ایک لفظ ہے جس کے معنی ہیں۔ راہ کا بیٹا۔ اب اس سے مراد مسافر یا

آگے صفحہ ۴۴ پر ہی مولوی صاحب لکھتے ہیں:-
ابا بنی جب ان منازل سے خیر و خوبی کیساتھ گذر جاتے ہیں۔ تو بہاء اللہ کو مہدی مسیح کرتنا اور موجود الامم کے پر شوکت لباس میں پیش کر دیتے ہیں۔ اور پھر بتدریج بہاء اللہ کو تخت الوہیت پر بٹھاتے ہیں۔ بہائیوں اور باہیوں کا یہ انوکھا طرز تبلیغ نہایت مضحکہ خیز حیرت افزا اور تہذیب و اخلاق و دیانت کے کوسوں دور ہے۔ اور دنیا کا کوئی مذہب اس مضحکہ خیز راہ پر چلنا پسند نہیں کرتا۔ ہر ذی فہم انسان ان کے طرز عمل اور طریق کار سے اس نتیجے پر پہنچنے میں مجبور ہے۔ کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

بہائی تحریک کا دامن چونکہ صداقت اور راستی سے کورا ہے اس لئے وہ اپنے خیالات کی علانیہ تبلیغ میں پس و پیش کرتے ہیں۔ بلکہ البیان کتاب اقدس جو ان کی اہمائی اور مذہبی کتابیں ہیں۔ ان کو نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ چشم دنیا سے مخفی رکھتے ہیں۔ کیا بہائی امت اس اخفاء کی کوئی وجہ بیان کر سکتی ہے؟

مندرجہ بالا محقق علماء کی شہادتیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آیدہ اللہ کی اس بات میں تائید کرتی ہیں۔ کہ بہائی اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں:- (باقی دارد)
(حافظ سلیم احمد ٹاڈی)

(تقریباً صفحہ ۳)

فرمایا۔ کہ شاہ صاحب جیسا آپ نے لفظ غلط بولا ہے۔ ایسی ہی آپ نے معیت بھی غلط کی ہوگی۔ یہ لفظ انوثت بکسر الف نہیں بلکہ انوثت بالف مضموم ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ شاہ صاحب کی قیمت بھرے جلسے میں بہت گر گئی۔ اور اس کے بڑھانے کے واسطے ان کے پریسیڈنٹ صاحب اپنی زبان زد عوام انداز میں کھڑے ہو کر بہت گرم ہوئے خاکسار نے زور سے ان سے کہا کہ بھائی صاحب، کا شکریہ ادا کرنے کے کہ ایک ناش فلفلی سے آپ کے ۴۴

ان دین برہمہ و دین بودا و دین زرتشت حق۔ و یقولون ہوا۔ اذ الفوہم انا منکم وانا ربنا و ربکم ہوا البہاء و البہاء اللہ دغین عکاء من بلاد شام و لا یفصحون عن عقیدہ تھم کلھا کہ حدی دفعۃً واحدۃً واکھا برتقون بلہ درجۃً بعد اخریٰ کہ یہ بہائی لوگ جب عیسائیوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ اور مسیح کے خدا ہونے پر اور اس کی دوبارہ آمد پر ایمان لکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو کہتے ہیں۔ کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ اور ہم تو صرف تمہاری اصلاح چاہتے ہیں۔ کہ تم مہدی اور مسیح موعود کی پیروی کرو۔ یہ لوگ اسی پر پس نہیں کرتے۔ بلکہ برہمنی مذہب اور بدھ و زرتشت کے مذہب کو بھی اب تک حق کہتے ہیں۔ ہیں۔ اور جب ان کو ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم تمہارے مذہب کو مانتے ہیں۔ اور تم میں سے ہیں۔ پس ہمارا اور تمہارا رب اور خدا ایسا ہی ہے۔ ہوا عکہ شہر میں مدفون ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد کو بکرم کسی پر ظاہر نہیں کرتے۔ بلکہ رفتہ رفتہ اپنے عقیدوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

اسی طرح مدرسہ دیوبند کے ایک عالم مولوی محمد اشفاق الرحمن صاحب مدرس مدرسہ فتوحی دہلی اپنے ایک رسالہ رفح الحجاب مطبوعہ مطبع برقی جید پریس دہلی ص ۲ پر لکھتے ہیں:-

یہ امر کچھ کم حیرت افزا۔ اور تعجب خیز نہیں ہے کہ بہائی جس مذہب اور جن اصول کو اہمائی اور جس کتاب کو دنیا کے لئے ہدایت نامہ تصور کرتے ہیں۔ اس کی تبلیغ اور اشاعت پر علانیہ جرأت نہیں کرتے۔ بلکہ خفیہ طور پر ہندوؤں میں ہندو یودیوں میں یودی۔ مجوسیوں میں مجوسی عیسائیوں میں عیسائی۔ بدھوں میں بدھ اور مسلمانوں میں مسلمان بن کر اپنے باطل و ضلالت کی غیر محسوس طور پر اختفاء کی فضا میں قلوب انسانی میں تنخم ریزی کرتے ہیں۔

مومن مسلمانوں کا یہاں تک کہ ان کے لئے ہمارا شکریہ ادا فرمائے۔ کس قدر انہوں نے تاک امر ہے۔ کہ عیسائیوں کی جو کئی سنا خط و کتابت کو بھی نہیں جانتا۔ اور انوثت بول کر اپنی ناقابلیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور پھر اس غلطی پر بے ہودہ اصرار۔ لہذا اس مضمون کی سرخی میر انوثت لکھی گئی ہے

جاتا ہے۔ نہ کہ راستے کا بیٹا۔ اسی طرح ابن الوقت زمانہ ساز کو کہا جاتا ہے۔ ابن الارض نباتات کو کہتے ہیں۔ ابن السحاب بارش کو کہتے ہیں۔ اور ابن ذکار جس کے معنی ہیں سورج کا بیٹا، اس سے مراد نجرنی جاتی ہے۔ اور اسی طرح اللہ بھی بہت سے الفاظ میں۔ مثلاً ابنائے جہاں اور ابنائے روزگار وغیرہ ص ۱

مگر اب جب کہ پادری اکبر مسیح اپنے قلم سے یہ مان چکے ہیں کہ:-

ہر جگہ لفظ کا استعمال بطور مجاز ہوا

اور انہوں نے خود ایسی مثالیں بھی پیش کر دی ہیں۔ جن میں الفاظ کے صرف مجازی معنی مراد لئے گئے ہیں۔ نہ کہ حقیقی۔ تو لازماً ہر شخص اُن سے یہ کہنے کا اقتدار ہے کہ پادری صاحب! آپ ٹھیک انہی مجازی معنوں میں حضرت مسیح کو بھی ابن اللہ بے شک ہر وقت کہیں۔ مگر آپ اس لقب کو پھر صرف حضرت مسیح کے لئے ہی مخصوص نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ابن السبیل جیسے ہر مسافر کو کہا جاتا ہے۔ اور ابن السحاب جیسے ہر بارش کو کہا کرتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح ہم ابن اللہ خدا کے ہر پاک اور استیلاز بندے پر بول سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ خود اپنے قلم سے اس جگہ تسلیم کر رہے ہیں کہ:-

جو فنا فی اللہ وبقا باللہ کے مرتبے کو پہنچ جائے۔ اس کو ابن اللہ کہتے ہیں۔ اور جس شخص میں عین اس کے ضد کی صفات ملیں۔ اُس کو ابن الشیطان کہنا بھی روا ہے ص ۱

اور پھر آپ یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ ابن اللہ سے وہ شخص مراد ہوتا ہے۔ جو اپنی مرضی کو الہی مرضی سے متحد کر کے ہو کرے۔ اس طرح اپنے معبود کے لئے کرے۔ جیسے نہایت فرمانبردار سعادتمند فرزند اپنے باپ کی اطاعت میں کرتا ہے۔ خصوصاً ایسا شخص جس نے دنیاوی علائق سے اپنے

تئیں ایسا منقطع کر لیا۔ کہ سوائے خدا

کے اس کی نسبت کسی اور سے نہ دی

جاسکے ص ۱

غرض جبکہ ابن اللہ کی وہ تعریف ہوئی۔ جو کہ آپ کر چکے ہیں۔ اور جبکہ ہر اُس شخص کو جو فنا فی اللہ وبقا باللہ کے مرتبے تک پہنچ جائے۔ ہم ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔ تو اب مسئلہ صاف ہو گیا۔ اور آخر آپ کو بھی اس حقیقت صادقہ پر ایمان لانا پڑا کہ ابن اللہ کوئی ایسی انوکھی اصطلاح نہیں۔ جو صرف خداوند مسیح کے لئے مخصوص ہو۔ بلکہ ابن اللہ۔ ہم خدا کے تمام پیاروں اور استیلاز انسانوں کو بلا خوف کہہ سکتے ہیں۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

یقیناً پادری اکبر مسیح صاحب مرحوم کی یہ تعریف بالکل صحیح اور حرف بحرف درست ہے۔ اور ہم انہی کی اس تعریف کو موجودہ عیسائیوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جب ہر خدا کا مقرب اور پیارا انسان ابن اللہ کہلا سکتا ہے۔ اور خود پادری صاحب اس اصل کو تسلیم کر چکے ہیں۔ تو پھر صرف خداوند مسیح کو ابن اللہ کہنا۔ اور داؤد سلیمان یعقوب اور یوسی اور دیگر خدا کے انبیاء کرام کو ابن اللہ کا لقب نہ دینا کہاں کی دانشمندی اور کہاں کا انصاف ہے۔ کیا موسیٰ خدا کا پیارا نہ تھا۔ اور کیا اسحاق اور یعقوب اور دیگر خدا کے بھیجے ہوئے فنا فی اللہ وبقا باللہ کے مرتبے تک پہنچے ہوئے نہیں تھے۔ اور جبکہ یقیناً وہ بھی خدا کے پیارے اور مقبول بندے تھے۔ اور وہ بھی خدا کی حقیقی رضا کو حاصل کئے ہوئے تھے۔ تو پھر انہیں بھی آپ ابن اللہ مانیں اور بے شک اسی رنگ میں حضرت مسیح کو بھی ابن اللہ کہیں۔ ہمیں کوئی انوس نہیں ہوگا۔ لیکن ہمیں انوس اس لئے آتا ہے۔ کہ سچی دوست صرف حضرت مسیح کو ابن اللہ کے لقب کے لئے مخصوص کر لیتے ہیں۔ اور دوسرے خدا کے مقررین اور پیاروں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اُن کا فرض تھا۔ کہ وہ انہیں بھی ابن اللہ

کہتے اور مسیح کو بھی ابن اللہ کہتے۔ اور اگر خدا کا کوئی اور پیارا انہیں نظر آتا۔ تو اُسے بھی ابن اللہ کہہ دیتے۔ کیونکہ وہ خود تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ جو فنا فی اللہ وبقا باللہ کے مرتبے کو پہنچ جائے۔ اس کو ابن اللہ کہتے ہیں ص ۱

ابن اللہ مجازی معنوں میں

علاوہ ازیں ایک یہ بھی تعجب انگیز امر ہے کہ جب ہر جگہ ایسے الفاظ یعنی ابن السبیل۔ ابن السحاب۔ ابن ذکار وغیرہ کا استعمال بطور مجاز ہوتا ہے۔ جیسا کہ خود پادری اکبر مسیح اس کا اقرار کر چکے ہیں۔ تو پھر عیسائی دوست حضرت مسیح کو حقیقی رنگ میں ابن اللہ آخر کیونکہ کہہ سکتے ہیں۔ یقیناً ہمیں اس جگہ حضرت مسیح کو بھی ابن اللہ بطور مجاز کے کہنا پڑے گا۔ نہ کہ حقیقی معنوں میں۔ اور پھر اس میں بھی حضرت مسیح کی ہمیں کوئی خصوصیت نظر نہیں آتی۔ کیونکہ مقدس کتب کا یہ ایک عام محاورہ ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو مجازی رنگ میں خدا کا ابن قرار دیا گیا ہے۔

دیکھو لکھا ہے:-

”خداوند نے یوں فرمایا ہے۔ کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پلوٹھا ہے۔ سو میں تجھے کہتا ہوں۔ کہ میرے بیٹے کو جانے دے۔ تاکہ وہ میری عبادت کرے“ خروج ۴: ۲۲

پھر تمام اسرائیلیوں کو خدا مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ:-

”تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو لا استثناء ص ۱

پھر لکھا ہے:-

”جب خداوند نے یہ دیکھا۔ تو اُن سے نفرت کی۔

اس لئے کہ اس کے (یعنی خدا کے) بیٹوں اور اُن کی بیٹیوں نے اسے عہد دلایا۔

اور اُس نے یہ فرمایا۔ کہ میں ان سے اپنا منہ چھپاؤں گا“

استثناء ص ۱

پھر حضرت سلیمان کے متعلق لکھا ہے:-

خوب عالی ہو صلی سے مقابلہ کرتے۔ لیکن خدا تعالیٰ کسی کو صرف اس کے دعویٰ پر ہی نہیں چھوڑ دیتا۔ بلکہ موندہ دیتا ہے۔ کہ وہ بھی کچھ کر کے دکھائے۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلعم کا بروز پیدا ہوا۔ اگر کسی کے دل میں قربانی اور جاں نثاری کے دوسلے موجزن ہوتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کا اس نے انکار کر دیا۔ تو کیا ہم یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ اس نے آپؐ پر کفر کا فتویٰ تو لگایا۔ اور آپؐ کی تکذیب کی۔ لیکن وہ مسیح و یسے دوسلے رکھنا تھا۔ اور آنحضرت صلعم کو ماننا تھا۔ ہرگز نہیں۔ جیسے ایک شخص ہندوؤں کے گھر پیدا ہو کر ہندو اور عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی کہلاتا ہے۔ اسی طرح چونکہ یہ شخص مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا تھا۔ اسلئے اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا۔ سچا مسلمان تو وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ پر مال و جان نثار کرے۔ ہم نے آپؐ سے جو فیوض حاصل کئے۔ ان سے اب تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور جن سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ ان پر اس وقت افسوس کر رہے ہیں۔ بے شک اب حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ نہیں رہا۔ اور حضرت خلیفہ اولؑ کا وقت بھی نہیں رہا۔ جو ایک بڑا بابرکت زمانہ تھا۔ لیکن حضرت خلیفہ المسیح ثانیؑ کا زمانہ بھی بہت برکت والا ہے۔ اگر تم ان کے فیوض کو حاصل نہیں کرو گے۔ تو آخر افسوس سے ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔ جو تم میں سے جو ان ہے۔ وہ اپنی صحت کو بجا طور پر استعمال کرے۔ اور عزم کرے۔ اور سوچے کہ مجھے کیا کرنا ہے؟ میں احمدیہ سکول میں پڑھتا ہوں۔ مجھے اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کیا ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ سکول کی کتابوں کے علاوہ اور کون سی دیگر کتب پڑھنی چاہیئے۔ ہر ایک ارادہ انسان سوچ سمجھ کر اور استخارہ یعنی خدا تعالیٰ سے طلب خیر کے بعد کرے۔ اگر اس کا دل اس کام پر لگ جائے۔ تو اس کو اس کام کو کمال تک پہنچانے کے لئے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ وہ ضرور اس میں کامیاب ہو جاوے گا۔ یورپ اور امریکہ کے تجربہ کاروں کا تجربہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ارادہ کرے۔ کہ میں فلاں علم کا پورا ماہر بن جاؤں۔ تو وہ اگر دو گھنٹہ

کھلے پکارا بھی گیا ہے۔ اور یہ ابن اللہ کہنا بطور مجاز کے ہو گا۔ نہ کہ حقیقی رنگ میں۔ جیسا کہ لکھ چکے ہو۔ کہ:-

”ہر جگہ لفظ کا استعمال بطور مجاز ہوا“۔
اور جیسا کہ متعدد ائمہ بھی ایسی نظر آتی ہیں۔ الغرض وجہ ترجیح کلمۃ باطل ہو گئی۔ اور الوہیت مسیح کا شہتیر ٹوٹ گیا۔ جس سے یہ تمام تر عمارت بھی خدا کے فضل سے منہدم ہو گئی۔ فالحمد للہ رب العالمین:-
(باقی دارد)

احمدی مشن

کیا وقت پھر ہاتھ آتا ہے؟

مندرجہ ذیل تقریر حضرت ڈاکٹر مفتی محمد طارق صاحب نے اپنے اکو بروز جمعرات زیر صدارت میر محمد اسحاق صاحب سلمہ اللہ ناظر ضیافت ہاٹ خانہ میں فرمائی (ریڈیٹر) :-

انسان کو چاہیئے۔ کہ وقت کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ اٹھائے۔ اور اس کی قدر کرے۔ جو زمانہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کو ملتا ہے۔ اس سے انسان کو فائدہ حاصل کرنا چاہئے۔ آگے چل کر بعد میں وہ برکتیں نہیں رہتیں۔ جو شخص اس کو ہاتھ سے دے دیتا ہے۔ بعد میں پشیمان ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے آنحضرت صلعم کا زمانہ پایا۔ اور فائدہ حاصل کر لیا۔ وہ بے فیوض پھر بعد میں انہوں نے حاصل نہیں کئے۔ کئی لوگ افسوس کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم نبی کریم صلعم کے زمانہ میں ہوتے۔ تو اپنے مالی قربان کر دیتے اور اپنی جان نثار کر دیتے۔ جب یہ لوگ احادیث سنتے ہیں۔ اور ابو ہریرہؓ کی حالت سنتے ہیں۔ اور ابو جہل کی شرارتیں ان کے سامنے آتی ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ اگر ہم اس زمانہ میں ہوتے۔ تو دشمنوں کا

”وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنائے گا۔ وہ میرا بیٹا ہو گا۔ اور میں اس کا باپ ہو گا۔ پھر زور میں لکھا ہے۔ عاتوا زخ۔ میں نے تو کہا۔ کہ تم مالہ ہو۔ اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ پر تم بشر کی طرح مرو گے“۔ زبور ۲۱

اب جب کہ ان تمام جگہوں میں جس قدر بھی انباء اللہ ہیں۔ سب کے سب مخلوق ہیں۔ اور کوئی بھی ان میں سے خدا کے عجب نہیں۔ اور ان سب کو صرف مجازی رنگ میں ابن اللہ قرار دیا گیا ہے۔ تو پھر میں کوئی بات مجبور کوئی ہے۔ کہ ہم اور وہ کو تو انباء اللہ یعنی مقربان بارگاہ ربی سمجھیں۔ مگر مسیح کو ابن اللہ یعنی خدا کے عجب قرار دے دیں۔ حقیقی بات یہ ہے۔ کہ عیسائیوں کے غلو کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ وہ صرف حضرت مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں۔ حالانکہ تمام خدا کے مقرب اور پیارے اسی مجازی رنگ میں خدا کے بیٹے اور اطفال اللہ کہلاتے۔ اور خود بائبل بھی کہتی اور بار بار کہتی ہے۔ مگر وہ سنتے ہیں۔ اور سمجھتے نہیں اور دیکھتے ہیں۔ پر غور نہیں کرتے :-

الفقہ اگر مسیح علیہ السلام ابن اللہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ تو یہ استحقاق صرف انہی کو موزون نہیں ہے بلکہ تمام خدا کے پیاروں کا یہ مشترکہ لقب ہے۔ اور صرف انہیں سے خاص کر دینا کسی طرح پر بھی جائز نہیں ہو سکتا۔

اور اگر کہو۔ کہ مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ کتب مقدسہ میں کہا گیا ہے۔ تو یہ سن رکھو۔ کہ اس سے ان کی خدائی یا انبیت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح بھی خدا کے پیاروں میں سے ایک پیارے تھے۔ پس۔ اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ابن اللہ خدا کے پیاروں کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ خود نبیلیم کر چکے ہو۔ کہ:-

”جو خدائی اللہ اور بقاؤ باللہ کے مرتبے کو پہنچ جائے۔ اس کو ابن اللہ کہتے ہیں“۔
اور جیسا کہ مقدسہ کتب میں بہت لوگوں کو ابن اللہ

ہر روز اس پر صرف کسے۔ تو دو سال میں اس کا ماہر ہو جاوے گا۔ اگر اس کے ساتھ دعا اور استغفار ہو۔ تو اور بھی عمدہ بات ہے۔ جب میں امریکہ میں گیا۔ تو ایک محلہ میں مکان کرایہ پر لیا۔ جب وہاں چند لوگ مسلمان ہوئے۔ تو پادریوں کو برا معلوم ہوا۔ اور انہوں نے مالک مکان کو مجبور کیا۔ کہ وہ مجھے اپنے مکان میں رہنے نہ دے۔ چنانچہ اُس نے مجھے مکان خالی کرنے کے لئے کہدیا۔ میں نے ایک اور محلہ میں مکان لے لیا۔ وہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ اور میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ اب میں کرایہ کے مکان میں ہرگز نہیں رہوں گا۔ بلکہ اپنا مکان خرید کر دوں گا۔ میں نے دعا کی اور استخارہ بھی کیا۔ اس وقت مسجد لندن کے لئے چندہ ہو چکا تھا۔ میں نے قادیان سے اجازت لی۔ اس وجہ سے کہ یہ مجھے مسجد بنانے کی اجازت نہ دینگے ناظر صاحب کا فوراً اتفاق نہ آجائے گا۔ کہ پہلے چندہ ہو چکا ہے۔ اس لئے میں نے خیال کیا۔ کہ درکار خیر حاجت مسیح استخارہ نیت اجازت کی ضرورت نہیں۔ لہذا اپنے طور پر میں نے کچھ وہاں چندہ کیا۔ اور کچھ روپیہ بچا ہاں سے میرے خرچ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس میں سے بچا لیا۔ اس طرح کل ۵۰۰ روپیہ ہو گیا۔ میں ایک تاجر کے پاس گیا۔ جو میرے لیکچروں میں آیا کرتا تھا۔ اُس نے مجھے اپنی کار پر بٹھایا اور نہر کے ۲۰ و ۲۵ مکان دکھائے۔ میں نے اپنے دل میں مد نظر رکھا ہوا تھا۔ کہ مکان ایسا لوں گا۔ جو قید رخ ہو۔ تاکہ مسجد بنانے میں مکان کو توڑنا بھوڑنا نہ پڑے۔ اور وہ نہر کے مرکز میں ہو۔ اور اسٹیشن سے بھی قریب ہو۔ کہ خدا کے فضل سے ایک مکان ایسا مل گیا۔ وہ میں نے پسند کر لیا۔ اس نے اس کی قیمت چوبیس پچیس ہزار بتائی۔ میں نے کہا۔ کہ میرے پاس صرف ۵۰۰ روپیہ ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ بہت اچھا۔ وہ مجھے دے دیجئے گا۔ باقی پھر ہی۔ پھر وہ مجھے اس مکان پر لے گیا۔ اور کر ایہ کو کہا۔ کہ یہ مکان آج سے ڈاکٹر صادق کا ہے۔ ہم نے بیچ ڈالا ہے۔ تم کب تک خالی کر دو گی۔ اس نے جیسے کی پہلی تاریخ تک ملت چاہی۔ پھر مجھے کہا۔ کہ آپ اس سے پوچھیں۔ کہ تم کیا کرایہ دیتی ہو؟ اس نے کہا ڈیڑھ سو روپیہ

ماہوار۔ اس مکان کے چار اوپر اور چار نیچے کمرے تھے۔ اُس نے مجھ سے کہا۔ کہ آج سے یہ آپ کے قبضہ میں ہے۔ اور اس کا کرایہ ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار آپ ہیں دیدیا کریں۔ اس کا یہ کرایہ ہم قیمت میں شمار کر لیا کریں گے۔ اب اُس ملک کے تمدن کے مطابق غالیچے کرسیاں کاؤچ بھی درکار تھے۔ تاکہ اُس کو مزین کیا جائے۔ اور میرے پاس رات کو کھانا کھانے کے لئے بھی کوئی پیسہ نہ تھا۔ میں ایک شخص کے پاس گیا۔ جو فرنیچر کی دوکان رکھتا تھا۔ اور کبھی کبھی میرے لیکچروں میں بھی آیا کرتا تھا۔ میں نے اُس کو کہا۔ کہ مجھے ایسا ایسا سامان چاہیے۔ اُس نے کہا۔ کہ آپ جو چاہیں لے لیں۔ میں نے کہا۔ کہ میرے پاس روپیہ بالکل نہیں ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ پھر کیا ہوا۔ آپ لے لیں۔ چنانچہ میں نے سامان دیکھ کر نشان کر دیئے۔ اور اس کے آدمی کار پر سامان رکھ کر مکان میں بچھا بھی آئے۔ رات کو ہم آرام سے پیٹنگ پر جا کر سو رہے۔ اب اس مکان اور سامان کی قیمت ہمارے ذمہ بالکل نہیں رہے۔ سب ادا ہو چکی ہے۔ مولوی محمد دین صاحب اسی میں رہے تھے۔ اور اب مولوی مطیع الرحمن صاحب بھی اُسی میں رہتے ہیں۔ ہم نے اس کو انجن کی ملکیت کر دیا ہے۔ میں مومن کو عالی حوصلہ چھوڑنا چاہیئے۔ اور جو کام کرنا چاہے۔ پختہ ارادہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔ اچھے کاموں میں سے ایک قادیان میں رہنا بھی ہے۔ جب میں یورپ سے آیا۔ تو میرے دل میں خیال تھا کہ میں بے شک مغرب کو دیکھ آیا ہوں۔ لیکن صحبت مجھے قادیان ہی سے ہے۔ مجھے جب جانے کا حکم دیا گیا۔ تو یہاں رہنے کی خواہش نہ تھی۔ اور جب آنے کا حکم دیا گیا۔ تو ایک گھنٹہ بھی باہر رہنے کے لئے دل میں خواہش نہ تھی۔ کیونکہ میں حکم کا بندہ تھا۔ قادیان کے لوگوں کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی نصائح میں لکھا ہے۔ جیسے پان کھانے والا پان کو منہ میں بھیرتا ہے۔ اور گندے حصّہ کو نکال کر پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح مومن کو اپنے اعمال و افعال کی جانچ پڑتال کرتے رہنا

چاہیئے۔ حضرت صاحب کا زمانہ بہت بابرکت زمانہ تھا۔ جب میں کچھ دنوں وائسرائے کو شملہ ملنے گیا۔ تو اُس کو میں نے حضرت صاحب کی باتیں سنائیں۔ کہ وہ جا کر اپنے ملک میں ان کا ذکر کرے گا۔ میں نے کہا۔ کہ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے تھے۔ کہ دن کی بات رات کو پوری ہو جایا کرتی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی ہمیشہ ہمارے سامنے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے ام المؤمنین بیارقص۔ گورداسپور سے سیدھا بٹالہ آنے کا ہم نے ارادہ کیا۔ پانچ چھ بجے تھے۔ کچھ لوگ ساتھ تھے۔ راستہ خراب تھا۔ ٹیوں کا انتظام میرے سپرد کیا گیا خطبہ یکہ میں تین شخص بیٹھ سکتے تھے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا کہ حضور آپ کے ساتھ بھی کوئی بیٹھے گا۔ فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیں۔ آگے یکہ بان کے ساتھ شادی خال مرہوم بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب مجھ سے پوچھا کرتے تھے۔ کہ میں کدھر بیٹھوں۔ میں پہلے سوچ لیا کرتا تھا۔ کہ ادھر سایہ ہوگا اور ادھر دھوپ ہوگی۔ یہ سوچ کر سایہ والی طرف حضور کو بٹھا دیتا۔ اُس دن بہت سخت دھوپ تھی۔ میں اس زمانہ میں جوان تھا۔ لیکن مجھے اس دن بہت گھبراہٹ تھی۔ نفوڑی دور ہی ہم گئے تھے۔ کہ ایک جھوٹا سا بادل ہم پر چھا گیا۔ اور بٹالہ تک رہا۔ میں نے عرض کی آج خدا تعالیٰ کا بہت فضل ہوا ہے آپ نے فرمایا۔ ہاں میں نے دیکھا ہے۔ میں نے آپ کو گھبراہٹ ہوا دیکھ کر دعا کی تھی۔ اور ایک واقعہ سنایا۔ کہ دھوپ سے پہلے کی بات ہے۔ ایک دفعہ ہم امرتسر سے بکے پر سوار ہونے لگے۔ بہت سخت گرمی تھی۔ ایک ہندو بھی بیٹھنے لگا۔ اور جھٹ کو در سایہ والی طرف میں بیٹھ گیا۔ اگر ہم چاہتے۔ تو اس سے جھگڑا کرتے۔ کہ ہم پہلے آئے تھے۔ یا ہم کہتے۔ کہ اس بکے پر سوار نہیں ہوتے۔ لیکن ہم نے کہا۔ کہ یہ بھی ہمارا رفیق سفر ہے۔ اس لئے اسے کچھ نہ کہا۔ امرتسر سے بٹالہ تک بدلی چھائی رہی۔ جب ہم بٹالہ پہنچے۔ تو وہ ہندو کہنے لگا۔ رام۔ رام۔ رام۔ یہ تو کوئی بڑے دیوتا ہے۔ ہم نے اس کو دھوپ کی طرف بٹھایا تھا۔ لیکن ان کی برکت

فاروق باب اجنسی کی مختصر

فہرست

- تحقیقہ الوحی :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاجواب اور پیغامیوں کے تناذات کی فیصلہ کن کتاب - قیمت پانچ روپیہ
- انجام آختم :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور کتاب - قیمت دو روپیہ
- براہین احمدیہ چار جلد :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی تصنیف افغانی دس ہزار - قیمت چار روپیہ
- الحق مباحثہ دہلی :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ تحریری مباحثہ جو حیات و وفات مسیح پر مولوی بشیر بھوپالی سے بمقام دہلی ہوا تھا - قیمت ۴ روپیہ
- درمکون :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ پر معارف منظوم کلام جو حضور نے دعویٰ سے پیشتر رقم فرمایا - قیمت صرف ایک روپیہ
- سیرت مسیح موعود :- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈہ اللہ کی مرتبہ سوانحی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام - قیمت ۴ روپیہ
- ہستی باری تعالیٰ :- حضرت خلیفۃ ثانی ایڈہ اللہ کی ہستی باری تعالیٰ پر یہ سترکتہ لاد ان تقریر جو جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء پر بیان فرمائی - قیمت ایک روپیہ
- حق الیقین رد ہفوات المناقین :- ایک غالی شیعہ کی کتاب ہفوات المسلیہ کا ناقابل تردید جواب - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈہ اللہ بنصرہ نے رقم فرمایا - قیمت ۱۲ روپیہ
- شخصۃ الملوک :- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈہ اللہ کا وہ مکتوب جو نظام حیدر آباد دکن کو تبلیغ احمدیت کے متعلق تحریر فرمایا - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ
- دعوۃ الامیر :- حضرت خلیفۃ ثانی کا وہ مکتوب گرجی جو دعوت احمدیت کے متعلق امان اللہ خاں کو اس وقت

ہم کو بھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آئی رہی - ایک دفعہ میں باہر سے آیا - چھوٹی مسجد میں تھا - تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا - کہ آپ بھوکے ہونگے - کھانا منگواتا ہوں - میں نے سمجھا کہ شاید آپ کی خادم کو حکم کرینگے لیکن تھوڑی دیر کے بعد آپ خود گھر گئے - اور سینی میں کھانا لے آئے - مسیح ناصر علی کا بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہے - کہ سفر سے واپس آکر رواج تھا - کہ گرم پانی سے پاؤں دھوتے تھے - جب وہ سفر سے آئے تو اپنے ساتھیوں کے پاؤں دھوئے - اس کے بعد ان کو مخاطب کر کے کہا - کہ تمہیں معلوم ہے - کہ میں نے ایسا کیوں اور کس لئے کیا ہے - صرف اس لئے تا تمہیں معلوم ہو - کہ میں جب مخدوم ہو کر تمہاری خدمت کرتا ہوں - تو تمہیں بھی اپنے ساتھیوں کی کرنی چاہیئے جہاں جب باہر سے آئیں - تو صرف ناظر ضیافت اور نگہ خانہ والوں کا ہی فرض نہیں - کہ ان کی خدمت کریں - جہاں روز بروز بڑھتے جاتے ہیں - اس لئے ہم کو بھی ان کا ہاتھ دینا چاہیئے - جو لوگ قادیان میں آتے ہیں - وہ خیال کرتے ہیں - کہ ہم نکالیف سے رشتہ داروں کے جھگڑوں اور دوسرے لوگوں کے مقابلہ سے بچ گئے - اور اپنے فرض کو نہیں سمجھتے - حالانکہ ان کو سست نہ ہو جانا چاہیئے - اپنا تعلق اور اپنی محبت حضرت مسیح موعود کے خاندان سے زیادہ کرنی چاہیئے وہ شعار اللہ ہے - ایک دفعہ ایک خادم نے ایک ٹکڑے لڑکی کو بھی کام کے نہ کرنے کے سبب ایک طمانچہ مارا - اس وقت اس نے میاں شریف احمد صاحب کو اٹھایا ہوا تھا - وہ ردنی ہوئی آپ کے پاس آئی - اور عرض کی - آپ نے اس خادم کو کہا - کہ کیا تمہیں اتنا بھی دھیان نہ آیا کہ اس نے شریف احمد کو اٹھایا ہوا ہے یہ اولاد شعا اللہ ہے - خدا تعالیٰ کی بشارتوں کے ماتحت ہوئی ہے - کم از کم تم اتنا ہی سوچ لیتے - لوگ ان باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے - خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے - آمین ثم آمین

(مرتبہ صلاح الدین محلہ دارالفضل متعلم احمدیہ کالج فٹ امیر قادیان)

(صیاد اسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر پبلشر نے چھپوا کر فاروق قادیان سے شائع کیا)

طبع کر اگر بھیجا گیا تھا - جب کہ وہ شاہ کابل تھا - قیمت مجلد تین روپیہ

اسلامی اصول کی فلاسفی :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ پر حقائق و معارف مضمون جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں تمام مذاہب والوں کے مضمونوں پر غالب آیا - قیمت ۵ روپیہ

حیات نور الدین :- جو حضرت خلیفہ اول نے خود لکھوائی اور آپ کی زندگی میں طبع ہو کر شائع ہوئی - اب دوبارہ خوبصورت تقطیع پر چھاپی گئی ہے - قیمت ۱۰ روپیہ

الواح الہدیٰ :- اسلامی اخلاق - اسلامی تہذیب کا آئینہ - آیات قرآن و احادیث رسول کا مجموعہ - ہر مسلمان کے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل قیمت ۱۲ روپیہ

خطبات نور :- حضرت نور الدین اعظم خلیفہ اول کے پر معارف خطبوں کا مجموعہ دو جلدوں میں - قیمت ہر دو حصہ ایک روپیہ

قصائد احمدیہ :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی اشعار و قصائد کا مجموعہ - قیمت ۱۲ روپیہ

قتل مرتد :- امان اللہ مفرور دلی کابل نے جو دو احمدیوں کو احمدیت کی وجہ سے سنگسار کیا تھا - اور ان کی شہادت پر چھلائے ہند نے بڑے بڑے لمبے مضامین اخبارات میں لکھ کر یہ کہا تھا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے - ان سب یادہ گو مصنفوں اور ملاؤں اور ایڈیٹروں کے جواب میں حضرت مولوی شبیر علی صاحب بی - اے نے حکم حضرت خلیفہ ثانی ایڈہ اللہ بنصرہ یہ کتاب لکھی جس میں قرآن شریف احادیث رسول کریم اور عمل خلفائے کرام وغیرہ سے ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا کہ شریعت اسلام میں کسی مرتد کی سزا قتل نہیں - آج تک اس تصنیف لطیف کا جواب ان سب جاہل ملاؤں اور ان کے معاونوں سے نہ بن پڑا - جو پہلے بڑے جوش سے مرتد کی سزا قتل بتلاتے تھے - ہر ایک احمدی اس کتاب کا مطالعہ کرے - اور اس کے دلائل سے بخوبی واقف ہو جائے - قیمت ایک روپیہ

بینچر فاروق باب اجنسی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب